ھٰذا الَّذِی کُنتُم بِہٖ تَستَعجِلُون

نمبر اوّل — جلد دویم

رسالہ

اشاعۃ السنّۃ النبویّہ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیّہ

جسمیں رسالہ [illegible] کا جواب ہے جسکو مولوی

محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے بجواب اشتہار مسایل

عشرہ مشتہرہ انیس ۱۹ مئی سنہ ۱۸۷۷ء تالیف

کیا اور خلاف واقع اپنے شاگرد

محمود حسن صاحب

کے نام سے شایع کرایا۔

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری مدظلہ

۲۸ محرم سنہ ۱۲۹۶ ہجری مطابق ۲۱ جنوری سنہ ۱۸۷۹ء

مطبوعہ سفیر ہند پریس امرتسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی رسولنا وامامنا محمد
خیر الوری واھل بیتہ أئمۃ الھدے واصحابہ اھل التقی -

تمہید

دفعہ اول [illegible]
مجریہ ۱۹ مئی ۱۸۸۰ء کا جواب بیاسے نام ایک رسالہ
ادلہ کاملہ بھی تھا - جسکے جواب کی نوبت ہنے
بوجہ قلت فرصت وکثرت مخاطبین برطبق مثل
مشہور یک انار وصد بیمار یاون کہیئے کہ یک جان
صد آزار اختتام جواب ظفر احمد کے بعد ٹہرا رکہی تہی
اور اسکی تشہیر اعلان یکم و پانزدہم دسمبر ۱۸۸۷ء
وضمیمہ اشاعۃ السنہ مطبوعہ ذیقعدہ ۱۳۰۵ھ مین کردی
اب جواب ظفر احمد کے ختم ہوجانیسے اس رسالہ
کے جواب کا آغاز ہوا اور اس وعدہ کے ایفار کا
وقت آپہنچا -
حواریین حضرت مولوی محمد قاسم صاحب
مدظلہ ناحق بغلین بجاتے تہے اور متی ھذا

[illegible]
تہے کہ اس رسالہ کا جواب قیامت تک کسی سے
ادا نہو سکیگا - یہہ انکی کمال بے ضبطی و ناصبری تہی
اور بے وجہ کی کوتہ اندیشی - اب اس
جواب کو دیکھہ دیکھہ کر اپنے اس استعجال پر
افسوس کہائین اور بمقابلہ متی ھذا
الوعد کے ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون
کا مژدہ سن لین اور لولا اخرتنا الی اجل قریب
ورد زبان کرین -

دفعہ دویم - یہہ امر کہ رسالہ ادلہ کاملہ مولوی
محمد قاسم صاحب کی تالیف ہے ہرچند محتاج ثبوت
ولایق بحث نہین ہے - پنجاب و ہندوستان بلکہ
عربستان کے بہت لوگ ابیات کو جانتے مین اور

صدہا اتباع و اشیاع قاسمیہ بڑے فخر و عجب سے یہہ دعویٰ کرتے ہین کہ مولانا محمد قاسم صاحب نے جواب اشتہار ایسا لکھا ہے جسکا جواب آجتک فریق ثانی سے ادا نہین ہوا۔ اور مولانا محمد قاسم صاحب خود بھی اپنے مولف ہونیکے مقر ہین اور یہہ اقرار کئی جگہہ کہ از انجملہ حرم مکہ ہے (زادہا اللہ شرفا) بر ملا کر چکے ہین۔

ولیکن چونکہ بعض حق پوش صدق فراموش نے مواخذہ اُخروی کا ڈر اٹھا کر تہدید وعید کذب سے بیخوف ہو کر اس امر مستفیض کا انکار کیا ہے یا اس انکار کی جڑ کو جلا دینے کہ اُس رسالہ کو محمد حسین صاحب [illegible] کے نام سے چھپوایا اور انہیں کا مولف ہونا خلاف واقعہ مشتہر کیا۔ اسلئے مجھے بیان **شان نزول** اس رسالہ کا (جسکو مقلدین مولوی محمد قاسم صاحب کالوحی من السمار سمجھتے ہین) **مناسب معلوم ہوا** اور مولویصاحب کے مولف ہونیکا ثبوت ضروری نظر آیا **پس** بسماع توجہ سُننا چاہیئے کہ بسند بعض ثقات مدرسہ دیوبند کے (جو مولد و منشا اس رسالہ کا ہے) مجھے نقل پہنچی ہے کہ جب اشتہار مسائل عشرہ مدرسہ دیوبند مین پہنچا تو **حاجی عابد حسین** صاحب نے (جو مدرسہ دیوبند کے معاون و ممبر ہین) سب مدرسون سے اسکے جواب لکھنے کی درخواست کی جب کسی نے استطاعت نہ پائی اور سب نے اپنی عاجزی ظاہر کی تو وہ اشتہار حاجی صاحب موصوف اور **مولوی رفیع الدین** صاحب نے (جو مدرسہ کے مہتمم ہین) مولوی محمد قاسم صاحب کی خدمت مین بمقام **نانوتہ** روانہ کیا اور تاکیدی خط متضمن درخواست جواب تحریر فرمایا۔ مولوی محمد قاسم صاحب نے ایک مہینہ کے بعد جواب لکھکر مولوی **محمد منیر** صاحب (جو اُنکے رشتہ کے بھائی ہین اور دہلی مین ملازم) کے ہاتھہ دیوبند مین بھیجدیا۔ مولوی محمد منیر صاحب نے وہ جواب بوقت شام دیوبند مین پہنچایا اور وہ نقل کرنیکے لئے مولوی **کوثر علی** صاحب خوشنویس کے سپرد ہوا۔ ناقل لکھتے ہین مینے اپنی آنکھہ سے وہ جواب دیکھا اور مولوی محمد قاسم صاحب کا دستخطی پایا۔ جب وہ جواب نقل ہو چکا تو اسمین کمیٹی شروع ہوئی کہ کس کے نام سے اسکی تشہیر ہو آخر اس تجویز پر اتفاق رائے ہوا کہ مولوی محمد قاسم نامی آدمی ہین اُنکے نام سے اُسکی تشہیر ہوئی تو جو کوئی اسکا جواب لکھیگا وہ بھی مولویصاحب کیطرف عاید ہوگا اور اسمین مولویصاحب کی توہین و بدنامی متصور ہے لہذا تشہیر اسکی مولوی فخر الحسن صاحب کے نام سے ہونی چاہئے یا مولوی محمد حسین کے نام سے

حاشیہ راقم کہتا ہے یہ تب ہی ان حضرات کو سوجھی جبکہ انکو خود ہی اس رسالہ پر طمانیت حاصل نہوئی

اور اُسکو مجموعہ اوہام وخیالات جان لیا اور اسکے رد ہونیکا یقین کرلیا اگر اُسکو جواب صحیح با دلیل جانتے
اور لاجواب خیال کرتے تو یہہ آڑین کیون ڈھونڈھتے **یہی وجہ ہے** کہ اس سے پہلے
ہی دو تین جواب اشتہار اسی طرح اَوْروں کے بچاؤ مین نکلے اور مؤلفین جوابات خود پردہ مین رہے

اوّل جواب ایک طالب العلم ہوشیارپوری کا جو ظفر احمد کے نام سے شایع ہوا جسکا جواب
ضمیمہ اخبار سفیر ہند مین دیا گیا۔ **دویم جواب** بعض علماء لکھنؤ و بنارس کا جو ایک شخص خلیل الدین
کے نام سے شایع ہوا اور اُسکا جواب رسالہ اشاعۃ السنہ مین نمبر ایک سے آٹھہ تک ادا ہوا۔

سیوم جواب امام اہل خصام جناب محمد شاہ صاحب کا جو میان یوسف کے نام سے شایع
ہوا۔ جسکا جواب نمبر آٹھ سے دس تک اشاعۃ السنہ مین دیا گیا۔ اب یہہ رسالہ **چہارم جواب**
[illegible]

اس آڑ لینے سے یہی ہے کہ اگر کسی نے اسکی رد و مدافعت نہ کی تو فتح ہمارے نام رہی اور
اُن لوگون مین جو ہمارا مولف ہونا جانتے ہین ہماری نیک نامی ہوی اور اگر کسی نے اُسکی خبر لی
اور بیخ کنی کردی تو عامہ خلایق مین بدنامی اُسکی ہوئی جسکے نام سے اُسکی شہرت کیگئی۔
ولیکن ان سب مین یہہ کسی نے نہ سوچا کہ یہہ ہمارا راز چھپا کیونکر رہیگا اور جو باتین ہم اعاظم مشایخ
وعامہ مجالس مین فخراً ظاہر کرتے ہین اور اُنمین کمیٹیان ہوتی ہین کیونکر باہر نہ نکلین گی **اِنکی**
اس خام کاری پر یہہ شعر خوب صادق آتا ہے۔ جو انکی اس معصیت افشار راز پر گویا
ایک مرثیہ ہے **شعر** ہمہ کارم زناکامی بہ بدنامی کشید آخر ✤ نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا!!

یہان ایک اور ثقہ صاحب علم جو اُندنون
مدرسہ دیوبند مین موجود تھے یہہ ہی ظاہر کرتے
ہین کہ جناب مولوی **احمد علی** صاحب سہارنپوری
اور جناب مولوی **رشید احمد** صاحب
گنگوہی اس مشورہ تبدیل نام مؤلف کے شریک ہین

اور **اس کمیٹی** کے وہ ہی **ممبر** ہین اُنکے پاس
رسالہ بھیجکر یہہ مشورہ پوچھا گیا تو اُنہون نے ہی محمود حسن
صاحب کے نام سے شایع ہونے رسالہ کو پسند کیا
جب یہہ تبدیل نام بمجمع علیہ آرا ارباب کمیٹی ہوگئی
اور محمود حسن صاحب کے نام سے تشہیر رسالہ کی قرار

پائی- تو حاجی عابد حسین صاحب نے اُسکو بذریعہ اپنے
مُرید **محمد انور** نامی کے (جو جالندھر مین ملازم ہین)
پنجاب مین چھپوانے کو بھیجا اور وہ اُنکے اہتمام سے
بنام نہاد **اظہار الحق** چھپا-
ادھر مولوی محمد منیر صاحب نے چھپنے کے لیے کانپور
بھیجدیا- وہان مطبع نظامی مین بنام ادلہ کاملہ موسوم
ہوکر چھپگیا-
یہی وجہ ہے کہ رسالہ ایک مضمون ایک بزنام دو
اگران دونون مین فرق ہے تو اتنا ہے کہ ادلہ کاملہ
مین عنوان جوابات دفعہ اوّل ودفعہ دویم الخ ہے
اور اظہار الحق مین عنوان یہہ ہے- جواب سوال اوّل
جواب سوال دویم الخ
اسی بناوٹ کی وجہ سے اظہار الحق چھپواتے ہی ایسا
چھپایا گیا کہ پھر کہین اُسکا اثر نظر نہین آیا-

یہہ تو مشاہدہ کی شہود کا بیان ہے

اب اقرار کے شہود کا بیان سُنا چاہیئے- حضرت
مولوی محمد قاسم صاحب نے اپنی زبان گوہر فشان سے
حرم مکّہ مین (حرسہا اللہ تعالی) اسبات کا
اقرار کیا ہے- اور بڑے فخر سے ظاہر کیا کہ ہمنے
اشتہار غیر مقلدین کے جواب مین رسالہ ادلہ کاملہ لکھدیا ہے
- اس اقرار جناب کو مولوی صاحب کے بڑے معتقد

حاجی ظفر اللہ صاحب نے (جو اصلی متوطن میرٹھ
ہین اور بالفعل مقیم مکہ- اور بتقریب تجارت ہندوستان
مین آتے جاتے ہین اور ۱۲۹۵ھ ہجری مین ہندوستان
آئے ہین) دہلی مین بیان کیا- اور اسکو بجواب ہمارے
دوستون کے اس اعتراض کے کہ مولوی محمد قاسم صاحب
اس اشتہار کا جواب کیون نہین لکھتے اور آپ (حاجی
صاحب) اُنسے مطالبہ جواب کیون نہین کرتے-
بڑے زور وشور سے پیش کیا-

اسکے بعد ہمارے ایک دوست شیخ
محمد [illegible]الدین نامی کو بتقریب ادای فریضہ حج اتفاق
زیارت بیت الحرام ہوا تو وہان اُنہون نے مولوی
محمد قاسم صاحب کے مؤلف ہونیکا اقرار حضرت حاجی
امداد اللہ صاحب پیر و مرشد مولوی محمد قاسم صاحب
و مولوی رشید احمد صاحب کی زبان مبارک سے سُنا
- یہہ اقرار حاجی امداد اللہ صاحب کا مولوی محمد قاسم
کے اقرار سے بڑھکر لایق سند ہے- اسلئے کہ پیر و مرشد
کا رتبہ صدق و دیانت مین مرید سے بالاتر ہے-
علاوہ اقرار اس موقع کے کئی مواضع مین مولوی
محمد قاسم صاحب نے اقرار کیا ہے اور قبل طبع
رسالہ اسکی خبرین مواضع مختلفہ مین مشتہر ہوگئین-
لودہانہ- ساڈھورہ- پٹیالہ- بریلی وغیرہ بلکہ رسالہ

قلمی اُنکے نام سے جا بجا منتشر ہوا۔ اور قبل انطباع اُسکا ایک نسخہ ہمکو لدہیانہ سے ملا جو اُنکے ایک شاگرد (جو مجھسے بہی واسطہ استنادر کہتا ہے اور مولویصاحب کا بڑا معتقد) کے پاس موجود تہا اور اُسکی زبان سے لدہیانہ مین مولویصاحب کا مؤلف ہونا مشہور ہوا۔

ان سب اخبار کی تفصیل موجب تطویل ہے جس سے ایک کتاب مستقل تیار ہوتی نظر آتی ہے۔

ان سب سے بڑہکر بڑی وجہ ثبوت [illegible] زاید عرصہ ہولیا ہے) مولوی محمد قاسم صاحب کے مؤلف ہونیکا اعلان جاری کیا اور مولویصاحب نے اُسپر سکوت فرمایا اور اُسکا خلاف مشتہر نکیا اور نہ خاص میری طرف اِس باب مین کچھ لکہا باوجودیکہ میری اُنکی سابق سے خط و کتابت ہے اور باہم مُلاقات بہی حاصل۔

اس سے بڑہکر وجہ ثبوت یہہ ہے کہ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مطبوعہ ذیقعدہ ۱۲۹۵ہجری مین بجواب محمود حسن صاحب (جنہون نے مولوی صاحب کے مصنّف رسالہ ہونیکا انکار کیا ہے اور اپنے مؤلف ہونیکا اظہار) مینے صاف لکہدیا ہے کہ مولوی محمد قاسم مؤلف ہونے سے انکار کرین تو وہ انکار کسی اخبار مین درج کرائین۔ یا بذریعہ خط خاص مجھے اِس سے اطلاع دین تو مین اپنے دعوی سے دست بردار ہو جاؤنگا۔

اسپر بہی مولویصاحب کچہہ نہین بولے اور انکار سے لب نہین کہولے۔ بلکہ آجتک ساکت ہین گویا میرے بیان کے مصدق و مسلّم۔

شاید ان وجوہات کی جواب مین حضرت مولوی محمد قاسم صاحب یہہ ارشاد کرین کہ جو شان نزول اس قصہ کا کسی نے تہاری طرف لکہا ہے یہہ دروغ ہے اور بیان حاجی ظفر اللہ صاحب و [illegible]

اِسکی جواب مین اگر ان شہود کی توثیق و تعدیل کرون یا اَور دلایل و شہادات سے اس دعوی کو ثابت کرون تو ایک بحث طویل ہوتی ہے۔ جو میرے مقصود سے اجنبی ہے اور ہمرنگ کوہ کندن و گیاہی برآوردن معلوم ہوتی ہے۔ **لہذا** مین اسکے جواب مین اسیقدر پر اکتفا کرتا ہون کہ اگر وہ بیان شان نزول واقرار جناب بشاہدہ ثقات عدول غلط ہے اور ناقل کا افترا۔ تو آپ لوگ اصل حقیقت اسکی مولوی محمد قاسم صاحب سے لکہوادین اور اُنکی قلم کا لکہا ہوا میرے پاس بہیجدین یا کسی اخبار مین اُنکی طرف سے مشتہر کرادین کہ یہہ رسالہ ہماری تصنیف نہین ہے اور ہمنے کہین اُسکے مؤلف ہونیکا اقرار و اظہار نہین کیا۔ بس مین اُنہین کی تہذیب

مان جاؤنگا اور اپنا یہہ دعوی چھوڑ دونگا-

اُس دن کے بعد جو نمبر رسالہ **جواب ادلّہ کاملہ** شایع کرونگا اُسکے ٹائٹل پیج (یعنی سرورق) مین انکا نام نہ لکھونگا اس سے اُوزکیا تنزل وانصاف کوئی چاہے کہ خصم کی بات کو مان لیا اور مدعا علیہ کے مجرّد انکار سے اپنا دعوی چھوڑ دیا-

اسمین اگر کوئی **عذر** کرے کہ وہ صوفی اور زاہد آدمی ہین اور ان بکھیڑون کو فضول سمجھتے ہین تو **دفعیہ** اُسکا یہہ ہے کہ امر حق کا اظہار تو عین لوازم زہد وتدیّن سے ہے [illegible] قاطع فضول جھگڑون [illegible] پس جس حالت مین اُنکے مجرّد انکار پر اس فضول بحث کا انقطاع ہوتا ہے تو اسپر اقدام کرنے سے اُنکو کیا عذر-

بااینہمہ وہ انکار نکرین اور ساکت ہین ناظرین یقین کرلین کہ مولف رسالہ وہی ہین اور تشہیر رسالہ بنام محمود حسن صاحب محض کذب ہے- مرتکب اُسکا خواہ کوئی ہو اور کیسا ہی بڑا مخدوم خلایق ملک صفت مشہور ہو اسصورت مین ناظرین باانصاف ومنصفین بے اعتساف میرا اُنکو مخاطب کرنا بیجا نہ سمجھین- اور اُسکو ناحق اوبھنا خیال نکرین-

دفعہ سیوم- اس رسالہ کے دیباجہ وخاتمہ مین چند فقرات ایسے ہین جو اصلی مطلب سے خارج ہین اُنکی جواب دہی ئین اثناء جواب مقاصد مین پسند نہین کرتا- اسلئے قبل شروع جواب مقاصد اُنسے جھگت لیتا ہون- پس اُنکو نمبروار نقل کرکے جواب پیشکش کرتا ہون-

اوّل آپکا یہہ فقرہ بصفحہ (۲) "اب تک تو ہم بوجہ بے تعصبی خاموش رہے- آپنے میدان سنسان پاکر ہاتھہ پاؤن ہلانے شروع کئے"

الجواب بے تعصبی جناب کی تو اسی رسالہ سے عیان ہو رہی ہے کہ جس بات کے آپ قایل تھے ہمارے مقابلہ مین اُسکے [illegible] ہو بیٹھے ہین- اور جس امر کو آپ بُرا سمجھتے ہے ہماری بدشگنی کے لئے اُسکے مرتکب ہوئے-

تمثیلات

(۱) وجوب اتباع قرآن کے لئے آپ ہمیشہ سے حدیث نبوی کو کافی سمجھتے ہونگے- اور وجوب اتباع نبوی کے لئے قرآن کو حجّت وافی خیال کرتے ہونگے پر ہمارے مقابلہ مین بصفحہ (۶) اُن دونون کے آپسمین مثبت ہونیکے منکر ہوگئے اور منطقیون کی تقلید سے بخیال لزوم دور یا تسلسل دونون کے وجوب اتباع کے لئے دلیل ثالث کے طالب ہوئے-

(۲) - بقاء وقت ظہر دو مثل تک آپکا مذہب نہین
اور نہ آپکے ائمہ مذاہب کا پر ہمارے مقابلہ
مین اُسیکے اثبات کے درپے ہوئے اور
اپنی سب بے تعصبی کے ان الفاظ سے مظہر ہوئے
" وقت ظہر صاحبین کا تو وہی مذہب ہے
جو اَوْر اماموں کا (یعنی ایک مثل) اور امام
اعظم سے بہی ایک روایت ہے اور اسیکی
حرمین مین عمل - ہمکو بوجہ بے تعصبی کسی
بات پر اڑا نہین - مگر جب آپ بوجہ لڑنے
[illegible] نہین جواب [illegible] نہین [illegible]

(۳) مسئلہ دہ وردہ دراصل آپ کا مذہب نہین
اور نہ آپکے ائمہ کا یہہ مذہب ہے - ولیکن
ہماری ضد مین آپ اُسی کے اثبات کے
درپے ہو گئے اور اُسکی خاطر حدیث نبوی
الماء طہور سے پیشاب کا پاک ہونا تجویز
کرنے لگے چنانچہ آپکے یہہ الفاظ ہین -
" حسب رائے ظاہر پرستان لازم تہا کہ پیشاب
بہی پاک ہوتا کیونکہ وہ بہی اصل مین پانی
ہے - "

ان تینون شواہد مین اجمال ہو اسلئے کہ
یہان مجرد تمثیل مد نظر ہے - تفصیل و دلیل ان امور

کے مبنی بر تعصب ہونیکی اُن مقامات سے معلوم
ہو گی جہان اُنسے بتفصیل بحث کیجائیگی -
اور کچھہ شواہد اس بے تعصبی کے جواب فقرہ چہارم
مین زیر دفعہ ہذا و بیان دفعہ چہارم مین آوینگے -
اور اگر ہم اُس بے تعصبی کو جو آپ لوگون سے عملاً
و قولاً عاملین بالحدیث کی نسبت سرزد ہوتی ہے
کہ مدرسہ دیوبند مین عامل بالحدیث کو دخل نہونے
دینا اور جسکا عامل بالحدیث ہونا معلوم ہو اُسکو خارج
از مدرسہ کرنا - اور نواح دیوبند [illegible] مین عمل
بالحدیث جاری ہونے مین دل جان سے کوشش
کرتے رہنا - بیان کرین - تو آپکے معتقدین سے
کون مانے گا **مولانا** بے تعصبی اسی کا نام ہے
تو انصاف کا کام تمام ہے

گر ہمین مکتب ست و این مُلّا ۔ کار طفلان تمام خواہد شد

رہا جواب نشان پانی میدان کا -
سو یہہ ہے - کہ یہہ تخویف و تہدید آپکو اُسوقت زیبا ہوگی
جب آپ کچھہ کام کر دکہائینگے - اور ہمارے اشتہار کا
جواب مطابق شرط ادا کرینگے -
ادلہ کاملہ کو منصف مقلدین اور بعض آپکے معتقدین
بہی جواب اشتہار نہین جانتے - بلکہ سوال بر سوال یا
خیالی مقال نام رکہتے ہین -

ایسا ہی اور کسی صاحب سے بہی اسکا جواب نہین پاتے - **اسوجہ سے** ابتک تو پنجاب وہندوستان وخراسان وغیرہ **سنسان** نظر آتا ہے - اور اہلحدیث کا مقاومت کرنیوالا کوئی دکہائی نہین دیتا - جب کوئی جیتا جاگتا نظر آئیگا تو اسوقت ہمکو بہی کاموقع مونہہ دکہائیگا - ابہی تو چند روز فصیرِ جمیل پر عمل کے سوائے کچہہ مناسب نہین

دویم آپکا یہہ فقرہ بصفحہ (۲۱) و (۲۷)

"آپ اورون سے ہر دعوی پر جب نص صریح متفق علیہ کے طالب ہین تو اپنے دعوے [illegible] کے لئے اگر ایسے دلائل سے بڑہکر نہین تو ایسے تو بالضرور ہی آپنے لگا رکہے ہونگے - اسلئے بروے انصاف وقواعد مناظرہ اوّل آپکو لازم تہا کہ اپنے مطالب کو بطور مشار الیہ ثابت فرماتے - پہر کہین کسی سے الجہنے کو تیار ہوتے - بہلا جس بات کے آپ اورون سے طالب ہین - اور آپ سے طالب کیون ہونگے"

الجواب - اولاً مین سوالات اشتہار مین یا قبل اشتہار کسی امر کا مدعی نہین ہوا کہ مجہپر اقامت دلیل دعوی واجب ہو -

ثانیاً فرض کیا کہ میرے بذہن خود کوئی دعوے ہے - یا میرے سوال کے مفہوم سے مترشح ہوتا ہے (چنانچہ مقلدین بلیہ وآل کے خیال مین آیا ہے اور انہون نے اسکو ضمنی دعوی ٹہیرایا ہے)

ولیکن یہہ کس کتاب مین فن مناظرہ کی لکہا ہے کہ جسکے ذہن مین کچہہ دعوی ہو یا اسکے کلام سے مفہوم - وہ قبل اثبات اپنے دعوی کے کسی سے کوئی سوال نکرے - جب آپ کسی کتاب کی شہادت سے یہہ بات ثابت کردینگی - تب مین اپنا اشتہار آپسے واپس لونگا - اور اپنے ذہنی دعاوی کو بدلائل ثابت کرکے پہر جو آپسے پوچہنا ہوگا سو پوچہونگا اور جب تک آپ [illegible] تک ہمارے سوال کا جواب اپنے ذمہ واجب سمجہین اور سوال پر سوال کرنیسے رُکے رہین -

ہان آپکی یہہ بات کہ اورون سے ایسی دلائل کے طالب ہین تو اپنے دعوی کے لئے ایسے دلائل سے بڑہکر نہین تو ایسی تو بالضرور لگا رکہے ہونگے - **مسلّم ہی - ولیکن افسوس** ہے کہ آپ خود اس بات کے پابند نرہے - اور ہمسے دلائل طلب کرنیکی وقت حد مماثلت ومساواۃ سے بڑہگئی - اور رفع الیدین وآمین بالجہر ووضع الیدین علی الصدر کے احادیث مین قیود مدعیہ اشتہار سے علاوہ قید دوام ومواظبت بہی زیادہ کئی -

کوئی پوچھے کہ قید دوام احادیث مطلوبہ اشتہار میں کہاں ہے - پہر آپکے سوالات میں دلائل مماثل دلائل اشتہار کا مطالبہ کسطرح ہوا - تو معلوم نہیں **آپ کیا جواب دینگے** اور اپنے سوال میں مقابلہ بالمثل کیونکر ثابت کرین -

خیر آپ اپنی بات کے پابند ہین یا نہین - ہم اسکی پابند ہین اور اسکی صحت کے معترف ہوکر اظہار کرتے ہین کہ بیشک ہمنے اپنے ذہنی دعاوی پر ایسے دلائل لگا رکھے ہین [illegible] آپ ہی [illegible] گئے ہین [illegible]

آپ ہمارے سوالات کا جواب دین - یا جواب سے باعتراف عجز انکار کرین - تو ہمسے ویسے دلایل جانب خلاف مین پورے کرلین اور چونکہ ہم پہلے سوال پیش کرچکے ہین - اسلئے ہم مستحق جواب ہوچکے ہین - بس بے جواب لئے آپکو نچھوڑینگے اور آپکے کسی سوال کا جواب نہ دینگے -

سیوم ایکا یہہ فقرہ بصفحہ (۲) بوجوہ چند درچند اس کشمکش مین پہنسکر اپنے اوقات کا خون کرتا ہون پر یہہ عرض کئے دیتا ہون - کہ سردست تو مین روایات کا پتہ بتائے دیتا ہون اگر آپ اپنی مطالب کے لئی نصوص صریحہ لائینگے اور انکی صحت داتفاق ثابت کردکہا ئینگے - تو ہم انشاء اللہ اس باب مین قلم اٹہائینگے -

الجواب - جناب نے ناحق یہہ خون کیا - اور اس اکبر الکبایر کا سر پر بوجہہ ہی لیا - پہر کچہہ کام نہ کردکہایا - بجواب اشتہار نصوص صریحہ کا وارد کرنا تو درکنار رہا آپکے رسالہ مین بجز ایک دو جگہہ کے روایت کا پتہ ہی نہین - اور مجرد حوالہ کا بہی نشان نہین **شاید** یہہ کلمہ جناب ذکرا تو روایات کا پتہ بتائے دیتا ہون) سہو سے لکہا گیا ہے - یا بوقت تحریر جو [illegible] مگر [illegible] تو ظاہر ہے [illegible] کہ آپ قوت حافظہ بہت بری رکہتے ہین - پہر یہہ کیا کہتے ہین اور کیا کرتے ہین -

آپکی تحریر مین جابجا سوال پر سوال ہے یا وہی مقال کیا روایات سوالات کا نام ہے؟ اور پتہ پوچہنا پتہ بتانا کہلاتا ہے؟

میرے **اس جواب** سے کسیکو **طیش** آوے تو وہ اُن روایات کو (جنکا رسالہ مین پتہ دیا ہے) گن سنائے کہ مسئلہ رفع یدین مین فلانی روایت ہے اور مسئلہ آمین مین فلان - وعلی ہذا القیاس اور اگر تمام رسالہ مین روایات ڈہونڈتا تہک جاوے اور انکا پتہ نہ پاوے تو میرے کلام کی تصدیق کرے - اور مولانا کی نسبت تکذیب تو کہہ نہین سکتے

سہو نسیان کو تو ضرور ہی تجویز کرے۔

چہارم آپکا یہہ فقرہ بصفحہ (۲۸) "یہہ شور ایک مدت سی ہے کہ حضرات غیر مقلدین تجویز متعہ کے درپے ہین۔ چونکہ آپ اُن سب کے امام ہین تو یہہ کب ہو سکتا ہے کہ یہہ شور آپ ہی اوپر اُٹہا ہو اور نیز یہہ شور بہی ایک مدت سے ہی کہ بعض غیر مقلدین خدا کے ہاتہہ پاؤن کو ایسا ہی سمجہتے ہین جیسے ہمارے ہاتہہ پاؤن ہوتے ہین۔ تامل ہے تو اتنا ہے کہ کہا ہیکے ہین۔ چاندی کے یا سونے کے [illegible]"

الجواب

+ قد اصبحت ام الخیار تدعی
علیّ ذنبا کلہ لم اصنع

مولانا یہہ باتین تو ہمنے اپنے زمرہ عاملین بالحدیث کے عوام سے بہی نہین سُنین چہ جائے کہ کسی عالم نے کہی ہون یا کسی کتاب مین لکہی ہون اور اگر کسی جاہل یا فاسق (نام کے موحّد) سے آپنے کچہہ سُنا ہے۔ یا کسی بددین کا عمل اسکے موافق پایا ہے۔ تو اس سے مجہپر یا تمام گروہ پر کب الزام عاید ہو سکتا ہے۔ یہہ ہو تو چاہیئے کہ جسقدر عرب و ہند مین عامہ فُسّاق سے زناکاری یا شراب خواری سرزد ہوتی ہے یہہ سبہی حنفی مذہب کے ذمہ لگے اور بفتوے امام مذہب جائز سمجہی جاوے۔ کیونکہ وہ لوگ حنفی کہلاتے اور اتباع **امام ابو حنیفہ** کا دم بہرتے ہین۔

مگر یہہ بات اپنے مذہب والون کی نسبت تو ہرگز پسند خاطر نہوگی۔ پہر ہمارے گروہ پر کیون چلائی گئی۔ باایں ہمہ دعوئ بے تعصّبی کب زیب دیتا ہے۔ بے تعصّبی یہی کہلاتی ہے تو تعصّب خدا جانے کس جانور کا نام ہے۔

مولانا ایسے اقوال [illegible] نے آپکی شان سے بعید ہین۔ معلوم نہین ہماری ضد مین آپہی نے اپنے انداز کو چہوڑا ہے۔ یا یہہ کسی بیباک کے الحاقات سے ہین۔

پنجم آپکا یہہ فقرہ بصفحہ (۲۸) "آپکی اس ظاہر پرستی و خود رائی سے یہہ بہی اندیشہ ہے کہ بہت سی احادیث کو معارض قرآن سمجہکر پایہ اعتبار سے ساقط فرماینگے کیونکہ حدیث گو صحیح ہی کیون نہو پر کہین قرآن کو ملتی ہے"

پہر دس حدیثون کو ذکر کیا اور انکو اپنی خیالی ایرپہیر کے ساتہہ مخالف قرآن بناکر اُن سے

ترجمہ + ام الخیار (ایک معشوقہ کا نام) نے مجہپر ایسے گناہ کا دعوی کیا کہ مینے کوئی بہی نہین کیا۔ ۱۲ منہ

منکر ہوجانا ہماری نسبت تجویز کیا۔

الجواب ہماری نسبت تو آپ اندیشہ ہی ظاہر کرتے ہین اور اس خیالی افترار کو مرتبہ تجویز و امکان ہی مین جگہہ دیتے ہین۔ راے پرستون کی نسبت (جنکے زمرہ سے آپ ہین) اس امر کا یقین کیا جاتا ہے۔ اور یہہ بالفعل موجود ہے اور وہم نقد حاصل بلکہ یہہ کہا جاسکتا ہے کہ آپکو اہل حدیث کے آئینہ صفت حال سے اپنے ہی مذہب کا چہرہ نظر آتا ہے اور … در آئینہ … [illegible] کا جلوہ نمودار ہوا ہے۔

مولانا ہم لوگ تو قرآن کے مقابلہ مین حدیث کے رد کرنیکو بیدینی جانتے ہین۔ اور اس امر شنیع کے مرتکب کا جاہل و مبتدع نام رکہتے ہین۔ یہہ بات مینے آج نہین بنالی بلکہ ایک سال اس سے پہلے لکہکر شہرہ آفاق کردی ہے۔ دیکہو ہمارا ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر (۱۰) مطبوعہ (۲) نومبر ۱۸۸۷ء و نمبر (۱۱) مطبوعہ ۱۰۔ نومبر ۱۸۸۷ء۔

یہان چند فقرات اُن ضمیمون کے نقل کرتا ہون اور اپنی بیزاری و براءۃ اُس مذہب باطل سے مفصل و مصدّق کردکہاتا ہون۔ ضمیمہ نمبر (۱۰) مین مرقوم ہے "جو کوئی حدیث صریح صحیح کے سامنے عموم و اجمال قرآن کو پیش کرے۔ اور اُسکی دستاویز سے حدیث کو متروک العمل بنادے وہ مبتدع ہے اور اہل سُنت سے خارج"

اسکے بعد احادیث و آثار و اقوال علمار کا بیان ہے۔ اسکے اختتام کے بعد ضمیمہ نمبر (۱۱) ۱۸۸۷ء مین یہہ فقرات مسطور ہین۔

"ان احادیث و آثار و اقوال سے ثابت ہوا کہ قرار داد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے [illegible] قرآن پر قاضی ہے۔ اور عمل مین قرآن کی مانند بلکہ بڑہکر ہے۔ پس جسنے حدیث صحیح کو مجمل و مبہم آیت قرآن سے رد کردیا۔ وہ تمام سلف کا مخالف ہوا۔ پہر اگر وہ اس مخالفت مین مجتہد ہے تو مبتدع ہے۔ ورنہ احمق اور جاہل۔ کائناً من کان و اینما کان۔ یعنی جو کوئی ہو اور جب کبہی ہو اور جہان کہین ہو"۔ یہہ **خلاصہ** مضمون اُن پرچون کا منقول ہوا اور دلائل و شواہد اس مضمون کے اصل پرچون مین دیکہنے چاہیئے۔

اعادہ اُنکا یہان مناسب نہین اور نہ یہ اپنی عادت ہے **ہان** ایک شاہد جدید کی شہادت یہان ہی نقل کردیتا ہون۔ اور اس پرچہ کو بہی خالی از شہادت نہین چہوڑتا۔

متن	ترجمہ
قال الامام ابن قیم الجوزیۃ فی الطرق الحکمیۃ - والذین ردوا ہذہ السنۃ لہم طرق - الاول انہا خلاف کتاب اللہ فلا تقبل - وقد بین الائمۃ کالشافعی و احمد و ابی عبید وغیرہم ان کتاب اللہ لایخالفہا بوجہ - وانہا موافقۃ لکتاب اللہ وانکر الامام احمد والشافعی علی من رد [illegible] حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لزعمہ انہا تخالف ظاہر القران - وللامام احمد فی ذلک کتاب مفرد سماہ کتاب طاعۃ الرسول - والذی یجب علی المسلم اعتقادہ انہ لیس فی سنن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) الصحیحۃ سنۃ واحدۃ تخالف کتاب اللہ بل السنن مع کتاب اللہ علی ثلثۃ منازل المنزلۃ الاولی سنۃ موافقۃ شاہدۃ بنفس ما شہد بہ الکتاب	امام ابن القیمؒ نے طرق حکمیہ میں کہا ہے - جنہوں[1] نے اس حدیث کو رد کیا ہے اُن کے کئی طریق ہیں - اوّل یہہ کہ یہہ حدیث قرآن کے مخالف ہے اسلئے مقبول نہیں اور امام شافعی و امام احمد و ابو عبید وغیرہ نے بیان کر دیا ہے کہ قرآن حدیث کے برخلاف نہیں (بلکہ) حدیث قرآن کے موافق ہے - **امام احمد اور شافعی** نے اس شخص پر انکار کیا ہے جس نے [illegible] حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رد کر دیا ہے یہہ سمجھکر کہ وہ قرآن کے مخالف ہیں - **امام احمد** کی اس باب میں ایک مستقل کتاب ہے جسکا نام اُنہوں نے کتاب طاعۃ الرسول رکھا ہے - **مسلمان پر** تو یہی اعتقاد واجب ہے کہ آنحضرت کی صحیح حدیثوں میں سے ایسی کوئی حدیث نہیں جو کتاب اللہ کے مخالف ہو - بلکہ حدیثوں کے قرآن کے سامنے تین مرتبہ ہیں - **پہلا مرتبہ** (توافق ہے) اُس حدیث کو حاصل ہے کہ بظاہر قرآن کے موافق ہے اور اُس بات پر شاہد ہے جس پر کتاب اللہ کی شہادت ہے -

حاشیہ [1] - حضرات حنفیہ کو مراد رکھتے ہیں - جو حدیث قضائے شاہد مع الیمین کو خلاف قرآن سمجھکر رد کرتے ہیں - **منہ**

المنزلة الثانية سنة تفسر الكتاب وتبين مراد الله منه وتقيد مطلقه

المنزلة الثالثة سنة متضمنة لحكم سكت عنه الكتاب فتبينه بيانا مبتدء

ولا يجوز ردّ واحد من هذه الاقسام الثلثة — وليس للسنة مع كتاب الله [illegible]

وقد انكر الامام احمد على من قال السنة تقضى على الكتاب فقال بل السنة تفسر الكتاب وتبينه

دوسرا مرتبہ (تفسیر ہے یہہ) اس حدیث کے لئیے ہی جو کتاب اللہ کی مفسر ہے۔ اور اللہ تعالے کی مراد ظاہر کرتی ہے اور قرآن کی مطلق کے تقیید۔

تیسرا مرتبہ (ہدایت و زیادت یہہ) اس حدیث کی لئیے ہے جسمین اس حکم کا بیان ہو جس سے قران ساکت ہو اور حدیث اسکو نئے سرے سے بیان کرتی ہے۔

ان تینون اقسام سی کسی کا رد کرنا جایز نہین ہے۔ اور کسی حدیث کو قرآن کے سامنے سوائے ان **مراتب ثلثہ** کے [illegible] مرتبہ نہین ہے۔

اور **امام احمد** نے اس شخص پر بہی انکار متوجہ کیا ہے جو کہتا ہے حدیث قرآن پر حاکم ہے۔ امام احمد نے کہا حاکم نہین بلکہ وہ مفسر و مبین ہے۔

مترجم کہتا ہی حاکم کہنے والی کی مراد بہی یہی ہے کہ وہ مفسر ہے اور اسکے اشتباہ و ابہام کے فیصلہ کرنیوالی۔ نہ یہہ کہ وہ قرآن پر سبقت رکہتی ہے اور اسکے حکم کے رافع۔ اسکی تشریح ہم ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر (۱۰) مطبوعہ ۲ر نومبر ۱۸۸۶ء مین کر چکے ہین۔ پس اسکے حاکم کہنے اور امام احمد کے منع کرنیمین نزاع لفظی ٹہیری۔ وباللہ التوفیق۔ **حاشیہ**

والذی نشهد الله ورسوله به انه لم تات سنة صحيحة واحدة عن النبي صلى الله عليه وسلم تناقض كتاب الله وتخالفه البتة كيف ورسول الله صلى الله عليه وسلم هو المبين لكتاب الله وعليه انزل وبه هدى الله وهو

اور **جس بات** کی ہم اللہ گواہی دیتے ہین۔ سو یہہ ہے کہ یقیناً حدیثون مین کوئی صحیح حدیث ایسی نہین آئی جو قرآن کے مخالف ہو۔

اور **یہہ کیونکر ہو سکی** رسول اللہ ہی تو قرآن کے بیان کرنیوالے ہین اور انہین پر قرآن اُترا۔ اور انہین کے سبب سے اسکو ہدایت

مامور باتباعه وهو اعلم الخلق بتاويله
ومراده
ولو ساغ رد سنن رسول الله صلى الله
وسلم لما فهمه الرجل من ظاهر الكتاب
لردت بذلك اكثر السنن وبطلت بالكلية
فما من احد يحتج عليه بسنة صحيحة تخالف
مذهبه ونحلته الا ويمكنه ان يتشبث
بعموم آية او اطلاقها ويقول هذه سنة
مخالفة لهذا العموم والاطلاق فلا يقبل
[illegible]
حتى ان الرافضة [illegible]
في رد السنن الثابتة المتواترة فردوا قوله صلعم
لا نورث ما تركنا صدقة ـ وقالوا هذا حديث
مخالف لكتاب الله قال الله تعالى يوصيكم الله في
اولادكم للذكر مثل حظ الانثيين ـ
وردت الجهمية ما شاء الله من الاحاديث
الصحيحة الصريحة في اثبات الصفات بظاهر قوله
ليس كمثله شيء وهو السميع البصير ـ
وردت الخوارج ما شاء الله من الاحاديث
الدالة على الشفاعة وخروج اهل الكبائر
من الموحدين من النار مما فهموه من ظاهر القرآن

ہوی ـ اور وہ خود اتباع قرآن کے مامور ہین ـ اور ساری خلقت
کی بنسبت تاویل و مراد قرآن کے خوب جاننے والے ـ
اور اگر حدیثون کا رد کرنا ظاہر قرآن کے مقابلہ مین لوگون کی
سمجھ کے موافق جایز رکھا جاے تو بہتیری حدیثین رد ہو جاوین
بلکہ بالکل ہی بیکار ہو جائین ـ
اسلیئے کہ ایسا کوئی نہین جسکے ملت و مذہب کے خلاف کسی حدیث
صحیح سے کوئی سند پکڑے ـ اور وہ اپنے مذہب کے ثبوت مین کسی آیت کے
عموم یا اطلاق سے ہاتھہ مارے ـ اور یہہ کہہ سکے کہ یہہ حدیث اس عموم یا اطلاق
قرآن کے مخالف ہے اسلیئے مقبول نہین (یعنی یہہ بات ہر ایک کہہ سکتا ہے
اور یہہ دستاویز ظاہر قرآن کے حدیث مخالف مذہب کو رد کر سکتا ہے ـ
اور **شیعہ** [illegible] اس حدیث کو جو آنحضرت نے
فرمائی ہے کہ اگروہ انبیاء کا کوئی وارث نہین ـ ہم جو چھوڑ جاوین وہ صدقہ
ہے ـ رد کرتے ہین ـ اور کہتے ہین کہ یہہ قرآن کی اس آیت کی مخالف ہے
جو اللہ تعالے نے فرمائی ہے کہ اللہ تعالے تمکو تمہاری اولاد کی وراثت مین
یہہ حکم دیتا ہے کہ لڑکے کو مثل حصہ دو لڑکیون کے دینی چاہیے ـ
اور **جہمیہ** (منکرین صفات باری) نے بہت سی احادیث
جو اثبات صفات مین صحیح ہین ـ ظاہر اس قول سے رد کی ہین
جو خدا نے فرمایا ہے ـ اللہ تعالی کی مثل کوئی چیز نہین ہے ـ
اور **خارجیون** نے بہتیری حدیثین جو شفاعت اور مومنون
کے آگ سے نکل جانیکے باب مین وارد ہین ـ اپنی سمجھہ مین ظاہر
قرآن سے رد کر دی ہین ـ

حاشیہ
[illegible]

وردت القدریة احادیث القدر الّتی انّما بما فهموہ من ظاهر القرآن

وردت الجهمیة احادیث الرؤیة مع کثرتها وصحتها بما فهموہ من ظاهر القرآن قوله لا تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار۔

وردت کل طایفة من السنة ما فهموہ من ظاهر القرآن۔

فاما ان یرد الباب فی هذا المذهب کله او [illegible]

اما ان یطرد الباب فی قبولها ولا یرد شئے منها بما یفهم من ظاهر القرآن۔ واما ان یرد بعضها ویقبل بعضها ونسبة المقبول الی ظاهر القرآن کنسبة المردود فیثبتا قض ظاهر القرآن۔

وما من احد رد سنة بما فهمه من ظاهر القرآن الا وقد قبل اضعافها مع کونها کذالک

وقد انکر الامام احمد والشافعی وغیرهما علی من رد احادیث تحریم کل ذی ناب من السباع بظاهر قوله قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی

اور **قدریون** نے احادیث تقدیر کو بدیں بنا ویز ظاہر قرآن (جہاں ایسا ذکر ہے کہ انسان جیسا کرتا ہے ویسا پاتا ہے) ردّ کر دیا ہے۔

اور **جہمیہ** نے احادیث دیدار الٰہی کو باوجود کثرت وصحت کے ظاہر اس قول خدا سے (کہ اللہ کو آنکھیں پا نہیں سکتیں) رد کر دیا ہے۔

اسیطرح ہر ایک فرقہ نے کسیقدر حدیثوں کو (جنکو اپنی فہم کے موافق خلاف ظاہر قرآن پایا) رد کر دیا ہے۔

پس یا تو سب کی سب [illegible] کو رد کریں اور یا تمام کو قبول کریں کسی حدیث کو رد نکریں اس ظاہر قرآن سے جو خود سمجھیں (یہہ دونوں صورتیں انسے ہو نہیں سکتیں) اور کیا بعضی حدیثیں رد کرینگے اور بعضی قبول (چنانچہ ایسا ہی انکا عمل ہے۔ بہر صورت مین انپر یہہ الزام عائد ہے) جنکو قبول کیا ہی وہ بہی ویسی ہیں۔ جنکو رد کیا ہے۔ پہر بہی تناقض ظاہر قرآن لازم آیا۔ لہذا چاہئے تہا کہ اسقدر مقبول کو بہی قبول نکرتے۔

(**طرفہ یہہ کہ**) انمیں سے جسنے کسی سنت کو ظاہر قرآن کے مفہوم سے رد کر دیا ہے۔ اسکی نسبت چند در چند کو قبول کر لیا ہی باوجودیکہ وہ دونو یکسان ہیں۔

امام احمد و شافعی وغیرہ نے اس شخص پر انکار کیا ہے جسنے کہ درندون کی حرمت کی حدیثوں کو ظاہر اس آیہ سے (تو کہدے میں وحی میں بجز ان چیزون کے جو قرآن میں مذکور ہیں

طاعم یطعمہ - الآیۃ -

وقد انکر النبی (صلے اللہ علیہ وسلم) علی من رد سنۃ التی لم تذکر فی القرآن ولم یدّع معارضۃ القرآن لها - وکیف یکون انکارہ علی من ادعی ان سنۃ تخالف القرآن وتعارضہ

انتہی کلام ابن القیم وسیجئ کلامہ الآخر فی ھذا الباب انشاء اللہ تعالے

کچھہ حرام نہین پایا) ردّ کردیا ہے

اور آنحضرت صلعم نے بہی اُس شخص پر انکار متوجہ فرمایا ہے - جسنے بدون دعوی مقاومت کے اس حدیث کو رد کیا ہے جسکا ذکر قرآن مین نہین آیا - پس اسپر آنحضرت صلعم کا کیسا بڑا انکار ہوگا جو حدیثون کو قرآن کا معارض ٹہیرا کر رد کریگا -

کلام **ابن القیم** کا تمام ہوا اور کچھہ اسکا تتمہ اسی باب مین آیندہ بہی آویگا -

یہہ تو بیان ہے ہماری براءۃ وبیزاری کا ردّ احادیث صحیحہ سی بمقابلہ قرآن - اب اپنے مذہب کا حال گوش [illegible] احادیث کا بمعارضہ قرآن کن لوگون مین پایا جاتا ہے - ہم مین یا آپ مین - آپ سے بمقتضای ؎ چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد * صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد * اسمین انصاف نہ پاتو کوئی اور ہی ناظرین یا سامعین سے داد حق دیگا - اور اس حق کی طرف راہ لیگا - ولنعم ما قیل - ؎ فقل ما یفیض الوقت من غیر سامع * ففی الدہر من یجنی بہ الفوز ظامنا

مولانا[1] جناب کی کوئی کتاب معتمد اصول و فروع کی ایسی نہوگی جسمین بہتیری احادیث کو ردّ نہ کیا ہو اور بہ بہانہ معارضہ ومخالفت قرآن اس جرم کا اسمین ارتکاب نہو -

ردّ احادیث بمقابلہ قرآن تو پہر بہی محل اشتباہ ہی جسمین ناواقف انسان قرآن کے قطعی ہونیکے سبب دہوکا کہا سکتا ہے - آپکے ہان تو حدیث احاد کو بمقابلہ حدیث[2] مشہور یا متواتر بہی رد کیا جاتا ہی -

ردّ احاد بمقابلہ متواتر بہی بے علمون کے لئے کچھہ شبہ کا محل ہی اسلئے کہ متواتر مین جو قطعیت ہی سو خبر واحد مین نہین ہے حضرت - یہان تو رواج[3] عام کے مقابلہ مین بہی حدیث کو ردّ کیا جاتا ہے -

عام رواج[4] کے مقابلہ مین حدیث کو ردّ کرنا بہی جہلا کے لئے کچھہ دہوکہ کا محل ہی - سرکار کے ہان تو بعض صحابہ

* **ترجمہ** تو کبارہ گذشت سامعین سے خالی نہین گذرتا - زمانہ مین ایسے ہی ہین جنکا مطلب بر ظفر یاب ہونا متوقع ہے - ۱۲

کے خلاف سی ہی حدیث کو ردّ کیا جاتا ہی **صحابہ کا** کسی حدیث سی **خلاف کرنا** ہی کم عقلون کو شبہ مین ڈالتا ہے ۔ کہ اگر حدیث صحیح ہوتی تو صحابہ اسکا خلاف کیون کرتے ۔ آپکی گورمنٹ کی ہان تو حدیث صحیح کو (جسکا راوی فقیہ نہو) **بمقابلہ قیاس**(۵) ہی رد کیا جاتا ہے ۔

الحاصل حدیث نبوی کی آپکے ہان ایسی ہی وقعت و قدر نہین جیسی فہم صحابہ یا رواج عام یا قیاس مجتہد کی ۔ چہ جای کہ اُسکو ہمسنگ قرآن سمجہین اور اُسکے معارضہ مین بمعرض قبول جگہ دین ۔ اسکی تمثیلات جزئیہ کو کتب فروع جناب سے کیونکر شمار کرون اور اس دریای ناپیدا کنار کو کوزہ سی کیونکر ناپون ۔ اسلئے بذکر اصول (جنسے صدہا احادیث مذہب جناب مین رد ہوگئی ہین) اکتفا کرتا ہون ۔ اور تصریحات اہل اصول کی اسپر شہادت لاتا ہون

فی الحسامی ۔ وحکمہ اذا ورد غیر مخالف للکتاب والسنۃ المشہورۃ فی حادثۃ لا تعم بہا البلوی ۔ ولم یظہر من الصحابۃ الاختلاف فیہا وترک المحاجۃ بہ انہ یوجب العمل بشروط ۔ انتہی ۔

وفی التوضیح ۔ واما الانقطاع الباطن فاما بمعارضۃ او بنقصان فی الناقل ۔ اما الاوّل بمعارضۃ الکتاب کحدیث فاطمۃ بنت قیس قولہ تعالی اسکنوھنّ

وکحدیث القضاء بشاھد ویمین المدعی قولہ تعالی واستشہدوا شہیدین الآیۃ ۔

حسامی مین ہے ۔ کہ خبر واحد کا حکم یہہ ہے کہ جب وہ [illegible] خلاف کتاب اللہ و حدیث مشہور [illegible] اور ایسے واقعہ مین ہو جسمین بہت لوگ مبتلا ہون ۔ اور نہ صحابہ سے اُسمین جہگڑا پایا جاوے ۔ اور نہ وہ بوقت حاجت متروک العمل ہوی ہو تو اُسپر عمل واجب ہی ۔

اور **توضیح** مین ہے ۔ چہپا انقطاع حدیث مین معارضہ کے سبب ہوتا ہی ۔ یا اسکے ناقل مین نقصان ہونیسی معارضہ کیا تو **کتاب اللہ** کے ساتہہ ہوگا ۔ جیسی حدیث فاطمہ بنت قیس (جسمین یہہ ذکر ہی کہ انحضرت نے اسکو مطلقہ ہونے پر نفقہ نہین دلایا) اس قول اللہ کے مخالف ہی - - - - - - - - - - -

عورتون کو بساؤ جہان توفیق پاؤ ۔ اور حدیث قضاء ایک گواہ او یمین مدعی سے (جسمین یہہ ذکر ہی کہ انحضرت نی ایک مقدمہ مین مدعی کے قسم اور ایک گواہ کی ساتہہ بحق مدعی فیصلہ کیا) اس قول اللہ کے مخالف ہی ۔ کہ دو گواہ پکڑو ۔

وكحديث المصراة قوله تعالى فاعتدوا

وانما يرد لتقدم الكتاب حتى يكون عام الكتاب وظاهره اولى من خاص خبر الواحد ونصه ولا ينسخ ذلك بهذا ولا يزاد عليه

اور حدیث مصراۃ اس قول اللہ کے معارض ہے کہ کفار پر اسقدر تعدّی کرو جسقدر اُنہوں نے تم پر کی ہے۔

یہہ حدیثین اسلئے رد کیجاتی ہین کہ کتاب اللہ مقدم ہے یہانتک کہ کتاب اللہ کا عام اور ظاہر خبر واحد کے خاص اور نص سے اولی ہے۔ وہ اس سے منسوخ نہین ہو سکتا اور نہ اسکے ساتھہ اُسپر زیادتی ہو سکتی ہے۔

واما بمعارضة الخبر المشهور كحديث الشاهد واليمين قوله عليه السلام البينة على المدعي واليمين على من انكر

اور کیا وہ معارضہ **خبر مشہور** سے ہوگا جیسے حدیث قضاء ایک گواہ اور یمین مدعی سے جو اس قول نبوی کے معارض ہے کہ گواہ مدعی پر ہے اور قسم مدعی علیہ منکر پر۔

واما بكونه [illegible] كحديث الجهر بالتسمية

اور کیا وہ [illegible] اُسکے **شاذ** ہونے [illegible] بمقابل بلوی عام (یعنی معمول و رواج عام) سے ہوگا۔ جیسے حدیث بسم اللہ کے اُونچے پڑھنے کی۔

واما باعراض الصحابة رضی اللہ عنہم

اور کیا وہ معارضہ **صحابہ کی اعراض** سے ہوگا۔ (اُس حدیث پر عمل کرنے اور تمسک کرنے سے)

وفی شرح المغنی۔ فاما الانقطاع بدليل معارض فعلى اربعة اوجه۔ احدها ما خالف كتاب الله فانه يكون مردودا منقطعا ويستوی فی ذلك الخاص والعام والظاهر والنص۔

اور **شرح مُغنی** مین ہے۔ رہا انقطاع حدیث بدلیل معارض سو چار قسم ہے۔ **ایک یہہ** کہ حدیث **قرآن کی مخالف** ہو سو وہ مردود ہے اور منقطع ہے اور اس حکم مین قرآن کا خاص اور عام اور ظاہر اور نص سب برابر ہین (یعنی ان سب کے سامنے حدیث معارض مردود ہے)

مثاله ما استدل به الشافعی رح على ان المبتوتة لا نفقة لها من حديث فاطمة

اور اسکی مثال وہ حدیث ہے (جس سے شافعی نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ مطلقہ بائنہ کے لئے نفقہ نہین) کہ فاطمہ

بنت قیس فانها قالت طلقنی زوجی ثلاثا فلم یجعل لی رسول الله نفقة ولا سکنی۔

بنت قیس نے ذکر کیا کہ اُسکے خاوند نے اُسکو تین طلاقین دین تو آنحضرت نے اسکے لئے نفقہ اور سکنی تجویز نفرمایا۔

قلنا هذا الحدیث مردود منقطع لمخالفته قوله تعالی اسکنوهن من حیث سکنتم من وجدکم۔

ہم (یعنی حضرات حنفیہ بیباک) کہتے ہین کہ یہہ حدیث منقطع مردُود ہے کیونکہ اللہ تعالی کے اس قول کے مخالف ہے کہ اُنکو بساؤ جہان رہو۔

مثاله ایضا ما روی ان رسول الله قضی بشاهد ویمین فانه مخالف لقوله تعالی واستشهدوا شهیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان۔

اور یہہ ہی اُسکی مثال ہے جو آنحضرت سے مروی ہے کہ آپ نے ایک گواہ اور یمین مدعی سے بحق مدعی فیصلہ کیا اس قول اللہ تعالی کے معارض ہے جو فرمایا ہے دو گواہ پکڑو اپنے مردون مین سے پہر اگر نہون دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتین۔

ومثاله ایضا حدیث مس الذکر وهو ما روی ان رسول الله قال من مس ذکره فلیتوضأ فانه تخالف قوله تعالی فیه رجال یحبون ان یتطهروا۔ وهی نزلت فی اهل قباء فی قوم یستنجون بالماء بعد الحجر فقد مدحهم الله تعالی بذلک وسمی فعلهم تطهیرا۔ والاستنجاء بالماء لا یکون الا بمس الذکر فلو کان مس الذکر موجبا للحدث لما کان الاستنجاء تطهیرا بل تنجیسا۔

اور یہہ ہی اُسکی مثال ہے جو آنحضرت سے مروی ہے کہ جو اپنی شرمگاہ کو ہاتہہ لگاوے وہ پہر کے وضو کرے۔ یہہ اس قول اللہ کے معارض ہے (جو اہل قباء کے حق مین فرمایا ہے) کہ اسمین ایسے لوگ ہین جو پاکی کو دوست رکہتے ہین۔ یہہ آیت اُن لوگون کے حقمین نازل ہے جو ڈہیلے کے بعد پانی سے استنجا کرتے۔ اللہ تعالی نے اُنکی مدح کی اور اُنکے اس فعل کا تطہیر (یعنی پاکی) نام رکہا۔ اور ظاہر ہے کہ بدون مس شرمگاہ استنجا ہو نہین سکتا۔ سو اگر مس ذکر موجب نقض وضو ہو تو اُسکے ساتہہ استنجا کرنا موجب تطہیر نہو۔ بلکہ سبب نجاست۔

مترجم کہتا ہے ناظرین ان حضرات کے فہم و عقل و انصاف کو ملاحظہ فرماوین

کہ کہاں مع پانی سے استنجار کرنیکی۔ اور کہاں بقاء وضو اس ذکر سے اور کہاں تطہیر حسّی (جسمین آیت وارد ہے) اور کہاں تطہیر شرعی (جسکی حدیث رافع ہے) اگر اس آیت مین یہہ ذکر ہوتا کہ وہ لوگ وضو کر کے پانی سے استنجار کیا کرتے تو ان حضرات کو اس آیت سے تمسک کرنیکا موقع بہی تہا بدون اثبات اس امر کے اس آیت سی لیٹنا اپنی ہنسی کرانا ہے۔

ومثاله ایضا خبر المصراة وهو ما روی ابو هریرة رضی الله عنه ان النبی قال لا تصروا الابل والغنم فمن ابتاعها بعد ذلك فهو بخیر النظرین بعد ان یحلبها ان رضیها امسکها وان سخطها ردها وصاعا من التمر

اور اسکی یہہ بھی مثال ہے جو حدیث مصراة ابو ہریرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اونٹنیون اور بکریون کو بیچنے کی لیے کئی دن تک دوہنے سے بند رکھو۔ اور جو ایسا جانور خریدے اُسکو دوہنے کے بعد اختیار ہے پسند کرے تو رہنے دے۔ ناپسند کرے تو پھیر دے۔ اور اسکے ساتھ ایک صاع کھجور کا بھی دے (اس دودھ کے عوض جو دو تین دن دوہا)

والشافعی رح جعل التصریة عیبا حتی یکون للمشتری خیار العیب تمسکا بهذا الحدیث

امام شافعی نے تمسک اس حدیث سے دودھ کا بند رکھنا ایک عیب ٹہیرایا ہے۔ اور مشتری کو اس عیب کے سبب پھیر دینے کا اختیار دیا۔

وانا نقول انه یخالف قوله تعالے فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم۔

ہم (حضرات حنفیہ) کہتے ہین کہ یہہ حدیث اس قول اللہ کے مخالف ہی جو اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ کافرون پر اسقدر تعدی کرو جسقدر اُنہون نے تم پر کی ہے۔

وثانیها ما خالف السنة المشهورة او المتواترة ولم یذکرها لانه یعرف دلالة۔ وهو منقطع ایضا

قسم دوم وہ حدیث جو حدیث مشہور یا متواتر کے مخالف ہو اسکا مصنف نے ذکر نہین کیا۔ کیونکہ وہ دلالة سمجہا جاتا ہے وہ بہی منقطع ہے۔

وثانیها ان یکون شاذا - ومعنی شذوذ
الحدیث ان یکون راویه قلیلا فی
حادثة تعم به البلوی کحدیث الجهر
بالتسمیة ورفع الیدین فی الرکوع -

قسم سویم وہ حدیث ہی جو شاذ ہو اور شاذ ہونیکی یہہ معنی ہین
کہ راوی اُسکے کم ہون اور وہ ایسے موقع مین پائی جاوی جس سے
بہت لوگون کو کام پڑے جیسے حدیث بسم اللہ اُونچی پڑہنے
کی اور حدیث رکوع مین رفع یدین کرنیکی -

مترجم کہتا ہی کہ شارح کا حدیث رفع یدین کو شاذ کہنا اور عموم بلوی کے خلاف ٹھیرانا یہہ
ہی ایک کسوٹی علم وفہم وانصاف وتمیز ان حضرات کی ہی - رُواۃ حدیث رفع یدین اس کثرت
کو پہنچی ہین کہ بعض نے بلحاظ کثرت طرق اس حدیث کو متواتر ہی کہدیا ہی - سیوطی نے کتاب
الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ مین اسکو متواترات مین شمار کیا ہے -
[illegible] شرح تقریب مین [illegible] اسکو [illegible] صحابہ نے روایت کیا ہے جنمین
عشرہ مبشرہ بہی داخل ہین **عینی** حنفی نے شرح بخاری مین کئی اُوپر تیس صحابی کا راوی
ہونا تسلیم کیا ہے - اب بہی یہہ شاذ ہی رہی تو متواتر یا مشہور معلوم نہین کس چیز کا نام ہے
ایسا ہی جہر بسم اللہ کو شاذ کہنا محل کلام ہے جو **تلویح** مین بصفحہ (۲۳۰) بمقابل
اسی دعوی صاحب توضیح کے موجود ہے جو چاہے اسمین دیکہے **الحق** تقلید نے
ان لوگون کی آنکہون پر ایسی پٹی لگا رکہی ہے کہ انکو اپنی کتابین بہی دیکہنے نہین دیتی -
ونعم ما قیل ؎ ز تقلید اندیشہ بس واجب ست * کہ تقلید پابند ہر طالب ست

لان الحادثة لما عمها البلوی والاحتاج
الکل الی معرفة حکمها فلو کان الخبر
صحیحا لاشتهر فیما بینهم -
ورابعها ان یعرض عنه الأئمة من
اصحاب رسول اللہ بان یختلفوا فی حادثة
بآرائهم ولم یجر المحاجة بینهم بذلک

یہہ اسلئے معارض ومردود ہے کہ جب وہ ایسا واقعہ ہے
جس سے سبکو کام پڑتا ہے اور سب کوی اُسکے جاننے کا
محتاج ہی پہر اگر وہ حدیث صحیح ہوتی تو سب مین مشہور ہو جاتی
قسم چہارم وہ حدیث جس سے صحابہ مین سے ائمہ نے مونہہ
پہیرا ہو - کسی حادثہ مین اپنی راے سے کام چلایا ہو - اور اُس
حدیث کیطرف قصد نفرمایا -

الحدیث فان ذلك دلیل انقطاعہ عندنا - خلافا لاصحاب الحدیث

ہمارے نزدیک اُنکا مونہہ پہیرنا دلیل انقطاع ہی - ہماری یہہ بات اہل حدیث کے مخالف ہی - وہ حدیث ہی کو اخذ کرتے ہین اور مخالفت صحابہ کی پرواہ نہین کرتے -

وفی الحسامی ایضا الراوی ان کان معروفا بالفقہ کان حدیثہم حجۃ ترك بہ القیاس وان کان معروفا بالعدالۃ والضبط دون الفقہ مثل ابی ھریرۃ وانس فان وافق القیاس عمل بہ وان خالفہ لم یترك الا للضرورۃ وانسداد باب الرای [illegible] مثل حدیث ابی ھریرۃ فی المصراۃ -

اور **حسامی** مین یہہ بہی ہے کہ اگر راوی فقیہ ہون تو اُنکی حدیث لایق استناد ہی - جسکے سامنے قیاس متروک ہے اور اگر راوی ضبط وعدالت مین معروف ہون نہ فقہ مین جیسے ابوہریرہ وانس (رضی اللہ عنہما) تو اُنکی حدیث قیاس کے موافق ہو تو لایق عمل ہے - اور اگر مخالف قیاس ہو اور اُس سے باب قیاس کا انسداد ہو تو لایق عمل نہین جیسے حدیث [illegible] (جسکی تشریح عبارت شرح مغنی مین گزری)

وفی التوضیح الراوی ان کان معروفا بالفقہ فحدیثہ یقبل وافق القیاس اوخالفہ وکذا ان وافق قیاسا وخالف قیاسا لکنہ ان خالف جمیع الاقیسۃ لایقبل عندنا - وھذا ھو المراد من انسداد باب الرای - وھکذا فی المسلّم وغیرہ من کتبہم الاصول الصغار منہا والکبار -

اور **توضیح** مین ہے راوی معروف بفقہ ہی تو حدیث اُسکی مقبول ہے - موافق قیاس ہو خواہ مخالف - ایسا ہی جب ایک قیاس کے موافق ہو اور دوسرے کے مخالف ولیکن جب سبہی قیاسون کے مخالف ہو تو ہمارے (حضرات حنفیہ کے) نزدیک وہ نامقبول ہی - اور یہی مراد ہے انسداد باب قیاس سے (کہ سبہی قیاسون کے مخالف ہو)

یہی **مضامین** مسلّم وغیرہ انکی چہوٹی بڑی کتابون اصول مین ہین -

ان شہادات انکے ثقات وعبارات معتبرات اِن حضرات سے میرے دعاوی خمسہ کا ثبوت آفتاب نیمروز کیطرح عیان ہے اور بلا غبار وستار معلوم ہو رہا ہے کہ یہہ حضرات ظاہر[1] وعموم وخصوص واطلاق قرآن کے سامنے

بہی حدیث نبوی کو نہین مانتے - بلکہ ایک حدیث(۲) (مشہور یا متواتر) کے مقابلہ مین دوسری حدیث (احاد) کو بہی کچہہ چیز نہین جانتے - بلکہ بلوی(۳) عام کے مخالف حدیث کو بہی قبول نہین کرتے - بلکہ بعض صحابہ(۴) کے خلاف سی بہی حدیث کو کچہہ چیز نہین سمجھتے بلکہ قیاس(۵) مجتہد کے پہلو بہی اُسکو کچہہ وزن نہین دیتے آخر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے نزدیک قیاس مجتہد سے بہی گئی گزری ٹہیری - قران کے سامنے تو کیا چیز ہوگی -

اب فرمائی ردّ و انکار حدیث کسکی طرف عاید ہوتا ہے - ہمارے یا آپ کے ؟ اور وہ اندیشہ جو سوتے سوتے آپ کے عالی دماغ مین اُگہا ہی کسکی نسبت صحیح ہے ہمارے یا [illegible] آپ سے ہی -

ابھی تو ہمنی بعض اصُول حنفی مذہب جناب (مین احادیث کا ردّ ہو رہا ہے) ذکر کئے ہین اور اگر اسی قسم کے سبہی اصُول (جو علماء مذہب جناب نے ردّ احادیث کے لئی گہڑ رکہے ہین) بالاستیعاب ذکر کرین تو ایک دفتر طویل تیار ہوتا ہے - جسکا اختتام سال دو سال مین بہی ہو نہین سکتا - **از انجملہ** یہہ اصل راوی کو اگر بعد کا نسیان ہو جاوی تو اُسکی شاگردسی وہی روایت (گو اُسکو خوب یاد ہو) مقبول نہین ہی

و از انجملہ یہہ کہ راوی اگر اپنی روایت کی خلاف عمل کرے تو اُسکی حدیث مردود ہے -

و از انجملہ یہہ کہ ترجیح جمع سے مقدم ہے -

و از انجملہ یہہ کہ خاص مبین ہی ہوتا ہے -

اسکے بیان مین کوئی حدیث مقبول نہین ہے [illegible]

اگر ان اصُول کی فروع کو ذکر کرین اور اُن احادیث کو (جو حضرات نے اِن اصُول کے ذریعہ سے ردّ کی ہین) شمار مین لادین تو یہہ امر ہماری استطاعت سے خارج ہے اور ہماری عمر اسکے بیان کے لئے وافی نہین ہوسکتی ہے -

اور اگر کوئی تمثیل کا طالب ہے تو پہلے انہین عبارات اصولیین مین دیکھہ سکتا ہی - ان عبارات مین احادیث ذیل کو ردّ کر رکھا ہے -

(۱) حدیث فاطمہ بنت قیس نفقہ و سکنی مطلقہ کے باب مین -

(۲) حدیث ابن عباس قضا بشاہد و یمین مین

(۳) حدیث ابو ہریرہ مصراۃ کے باب مین -

اطلاع - [illegible]

(باقی آئندہ)